اگست تا نومبر 2021ء

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

بیاد

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

بلا تبصرہ

سب اُن سے جلنے والوں کے گُل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

مدیر اعلیٰ

محمد منیر رضا قادری

- فقہ و فتاویٰ کے رمز شناس اعلیٰ حضرت
- بارہ اماموں کے متعلق تحقیق رضوی
- منافق لوگ مسلمانوں جیسے نہیں ہوتے
- قادیانی فتنہ
- امام احمد رضا کی عرب دنیا میں مقبولیت
- توصیفِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی وتحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

شمارہ ۲۶۴/ اگست، نومبر ۲۰۲۱ء/ ربیع الاول، ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ جلد ۳۰

بیاد

مجددِ دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

فہرست

زرِ تعاون فی پرچہ -/30 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/500

خط وکتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

0321-4477511

042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

فقہ وفتاوی کے رمز شناش اعلی حضرت

خلیل احمد فیضانی

پروردگار عالم جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے اور جو اس منصب عظیم پر فائز ہو گیا گو یا وہ رب تبارک وتعالی کی رضا اور اس کی کرم نوازی کا مرکز بن گیا فقہا کرام فرماتے ہیں کہ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور فقیہ ہونا آخری زینہ ہے اور فرمایا گیا کہ درس نظامی پڑھنے پڑھانے والے فقہ کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہو پاتے چہ جائیکہ خطبا و واعظین ، کہ جنہیں صرف طاقتِ لسانی درکار۔ یہ علم اپنے اندر بے پناہ گہرائی و گیرائی رکھتا ہے اس علم پر مہارت حاصل کرنے کے لیے ان 30 بنیادی امور کا جاننا از حد ضروری ہے کہ جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ میمونہ ''ابانۃ المتواری فی مصالحہ عبد الباری ''میں بیان فرمائے ,علوم اسلامیہ میں سب سے پیچیدہ اور مشکل ترین علم یہی ہے۔ کہ فقہ دراصل قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے لیکن اعلیٰ حضرت اپنی عمر کے تیرہ سال چند ماہ کے اندر ہی فتویٰ نویسی کا بار عظیم اپنے دوش نازک پر اٹھا لیتے ہیں اور تا دم آخر بڑی ہی ذمہ داری کے ساتھ اس کار عظیم کا حق بھی ادا کرتے ہیں آپ کے فتاویٰ کا عظیم ذخیرہ ۱۲ جلدوں میں ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' فقہ و افتاء کی خدمات کا بین ثبوت ہے فتاویٰ رضویہ کے تعلق سے ممبئی ہائی کورٹ کے مشہور و معروف وکیل جسٹس پروفیسر ڈی این ملا نے کہا تھا کہ ''برصغیر کی دو نادر روزگار کتابیں لکھی گئیں ایک فتاویٰ عالمگیری اور دوسری فتاوی رضویہ'' پچپن علوم پر آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی بلکہ بعض کے تو آپ خود موجد ہیں اور بعض کے اصول وقوانین وضع فرمائے اور ہر مسئلہ پر ایسی تحقیقات

انیقہ وتدقیقات رجیحہ پیش فرمائیں کہ چوٹی کے علماء بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔تیمم کن چیزوں سے جائز اور کن سے ناجائز پر تفصیلی کلام کرنے اور تحقیقات کے دریا بہانے کے بعد فرماتے ہیں یہ 311 چیزوں کا بیان ہے 1811 سے تیمم جائز جن میں 74 منصوص اور 107 زیادات فقیر اور 130 سے ناجائز جن میں 85 منصوص اور 72 زیادات فقیر پھر تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات درکنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا وللہ الحمد اولا و آخرا وبہ التوفیق باطنا وظاھرا اعلیٰ حضرت کی ایک نمایاں خصوصیت جو ان کے غیر میں تقریبا مفقود ہوتی ہے وہ یہ کہ جس زبان جس انداز جس ادبی صنف میں اعلیحضرت سے استفتاء ہوا اسی طرز اور اسی پیرایہ میں آپ نے جواب مرحمت فرمایا آپ سے فارسی، عربی اردو، منظوم ومنثور غرض یہ کہ مختلف ادبی اصناف میں استفتاء ہوتے تو آپ بھی اسی طرز اور اسی اسلوب میں جواب مرحمت فرماتے ایک صاحب نے استفتاء کیا کہ ,گر کسی نے ترجمہ سجدہ کی آیت کا پڑھا تب بھی سجدہ کرنا کیا اس شخص پر واجب ہوا جواب عطا فرمایا، ترجمہ بھی اصل سا ہے وجہ سجدہ بالیقین، فرق یہ ہے فہم معنی اس میں شرط اس میں نہیں آیت سجدہ سنی جانا کہ ہے سجدہ کی جا اب زبان سمجھے نہ سمجھے سجدہ واجب ہو گیا ترجمہ نہ اس زبان کا جاننا بھی چاہیے نظم ومعنی دو ہیں ان میں ایک تو باقی رہے، تاکہ من وجہ تو صادق ہو سنا قرآن کو ورنہ ایک موج ہوا تھی جو چھو گئی کان کو، ہے یہی مذہب بہ یفتی علیہ الاعتماد شامی از فیض ونہر واللہ اعلم بالرشاد، فقاہت بھی کمال اور شعر گوئی میں بھی درک کامل فقیر نے اپنے ناقص مطالعہ اور ناقص فہم کے مطابق فتاوی رضویہ میں جو کچھ ہیرے جواہرات پائے اسے پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں، آپ جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں تو اس کو الم نشرح کر کے ہی چھوڑتے ہیں آپ گویا فرقہ ہائے باطلہ کے لیے شمشیر براں تھے جب ان کے باطل نظریات کی بیخ کنی فرمانے پر آتے تو انہیں کعصف ما کول کی عملی تصویر بنا کر چھوڑتے اصول و جزئیات کا بلا کا استحضار تھا آپ کا فتوٰی اتنا معیاری اور مدلل ہوتا ہے کہ اس کے حکم کے تعلق

سے آیات قرآنیہ بھی ہوتی ہیں احادیث کریمہ بھی ہوتی ہیں روایات بھی ہوتی ہیں اور اصول وفروع کی شہادتیں بھی ہوتی ہیں غیروں کا آپ پر یہ الزام کہ آپ بہت ہی متشدد تھے ہر وقت کفر کی تلوار لہراتے رہتے تھے یہ الزام تار عنکبوت سے بھی زیادہ ضعیف اور سراسر غلط اور کذب پر مبنی ہے آپ نے جو کچھ لکھا دلائل وشواہد کے ساتھ لکھا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار تھے شان رسالت میں ادنی سی گستاخی برداشت نہیں فرماتے اس کا اعتراف خود اشرف علی تھانوی جو کہ "دیابنہ ملعونہ کے سرغنہ ہے" کرتا ہے میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنیاد پر کہتا ہے اور کسی دنیاوی غرض کے تحت نہیں کہتا" اعلیٰ حضرت کے علمی کارنامے اور جتنی دینی خدمات جلیلہ ہیں اگر اس کا کسی ایک ایسی اکیڈمی سے موازنہ کیا جائے کہ جس کی دینی خدمات سوسال پر محیط ہوں تو تنہا رضا کی خدماتِ جلیلہ اس سوسالہ خدمات پر بھاری نظر آئیں گی ان کے قلم کی طاقت کا اندازہ لگانا ہمارے فہم وفراست سے بالاتر ہے۔ آیئے خود انہی کی زبانی ان کے قلم کا تعارف ملاحظہ کرتے ہیں تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں "کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار۔۔۔۔ اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں" امام احمد رضا اپنی صدی کے مجدد تھے۔ امام الفقہاء تھے اور آپ مجتہد فی المسائل کے مرتبہ پر فائز تھے۔ یہ کوئی میری خود ساختہ جدت طرازی نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو منصفانہ مزاج رکھتا ہو جب وہ رضویات کے سمندر میں غوطہ زنی کرے گا اس پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائیگی کہ واقعی میں اعلیٰ حضرت مجتہد فی المسائل کے مرتبہ پر فائز تھے لیکن میں صرف اس مبہم اور اجمالی گفتگو پر ہی اکتفا کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں بلکہ قارئین کے سامنے اس حقیقت واقعہ کو واضح کرنا بھی از حد ضروری سمجھتا ہوں۔تو سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ مجتہد فی المسائل کسے کہتے ہیں اور یہ طبقہ طبقات فقہاء کے کس درجہ پر آتا ہے۔ پس جان لیں کہ یہ طبقہ فقہاء کے تیسرے درجہ میں آتا ہے اور مجتہد فی المسائل اس مجتہد کو کہتے ہیں جو اُصول وفروع میں اپنے امام کی پیروی کرتے ہیں اور جن مسائل میں اصحاب مذہب سے کوئی روایت منقول

نہیں ہوتی ہے اس میں وہ اجتہاد کرتے ہیں یہ خوبی امام احمد رضا میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ اس کی سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف ایک مثال پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ مسئلہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ایک مسئلہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پیش ہوا تھا کہ منی آرڈر کی فیس جائز ہے یا نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سلسلے میں اصحاب مذہب سے کوئی صراحت موجود نہیں لہٰذا آپ نے اپنی قوت اجتہاد سے ایک مبسوط تحقیقی رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام ''المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر'' ہے اس میں آپ نے متعدد فقہی دلائل سے ثابت فرمایا کہ منی آرڈر جائز و درست ہے۔ مکہ معظّمہ کے ایک عالم جلیل فاضل جلیل سید اسماعیل بن سید خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کا ایک فتوی دیکھا تو پکار اٹھے ''واللہ اقول و الحق اقول انه لو راٰها ابو حنیفه لاقرت عیناه و جعل مؤلفها من جمله الاصحاب'' خدا کی قسم میں کہتا ہوں کہ اگر اس فتویٰ کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور فتوی لکھنے والے کو اپنے اصحاب یعنی ''امام ابو یوسف و امام محمدؒ'' کے زمرے میں شامل فرماتے آپ کا مذہب وعقیدہ وہی تھا جو صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اسلاف کرام اور بزرگان دین کا تھا آپ نے کسی جدید مسلک کی داغ بیل نہیں ڈالی اور نہ ہی بریلوی کوئی نیا مسلک ہے بس یہ اپنے اور بیگانے عاشق نبی اور گستاخ نبی کے درمیان امتیاز کے لیے ایک نشان ہے جس کو مسلک اعلی حضرت کہتے ہیں اور اس دور میں مسلک اعلیحضرت اہل سنت و جماعت کی شناخت اور پہچان ہے لہٰذا مسلک اعلیٰ حضرت کہنا بلاشبہ جائز ہے حرمین طیبین کے علماء کرام فرمایا کرتے تھے ''اذ جاء رجل من الهند سئلناه عن الشیخ فان مدحه علمنا انه من اهل السنه فان ذمه علمنا انه من اهل البدع'' جب کوئی ہندی مکۃ المکرمہ آتا تو ہم امام احمد رضا کے تعلق سے اس سے پوچھتے ہیں اگر وہ رضا کا دیوانہ نکلتا ہے تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ وہ اہل سنت سے ہے اور اگر کوئی ان کے خلاف زبان درازی کرتا ہے پیشانی پر سلوٹیں لاتا ہے تو بھی ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ کلاب النار کی جنس سے ہے اور ہمارے نزدیک

اہل سنت و اہل بدعت کا یہی معیار ہے۔ کتب فقہ میں تیمم صحیح ہونے کے لئے پانی نہ ملنے کی زیادہ سے زیادہ دس بیس صورتیں نظر آتی ہیں اور بعض فقہا کی کتابوں میں بہت مشکل سے چالیس سے پچاس تک ہی صورتیں ملتی ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی جولانیت علمی، فقہی بصیرت اور جودت طبع دیکھئے کہ آپ جب پانی سے عجز کی صورتیں گنانے پر آتے ہیں تو ترتیب وار پونے دوسو صورتیں بیان فرما دیتے ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے امام اعظم کے تعلق سے فرمایا تھا کہ ''الناس کلھم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ'' کہ سارے لوگ فقہ میں امام اعظم کی اولاد ہیں اور اگر یہی جملہ قدرے ترمیم کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی شان میں کہا جائے العلماء کلھم عیال احمد رضا فی الفقہ کہ معاصر زمانہ کے سارے علماء فقہ میں امام احمد رضا کی عیال ہیں تو بلاشبہ حق بجانب اور صحیح ہوگا۔

بارہ اماموں کے متعلق تحقیق رضوی

ان کا ذکر احادیث میں ہے؟

یہ مجتہد تھے یا مقلد؟

کیا کتب صحاح میں ان کی روایات ہیں؟

ان کی امامت کون سی ہے؟

ان کی طرف منسوب اقوال کہاں تک درست ہے؟

کتب صحاح میں ان سے کم روایات لینے کی وجہ؟

امام اہل سنت سے سوال ہوا کہ

بارہ امام جن کے نام عوام میں مشہور ہیں ان میں باستثنائے جناب امام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن وحضرت امام حسین وحضرت امام مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین کے کسی اور امام کی نسبت صحیح حدیثوں میں اشارۃً یا صراحۃً کوئی خبر آئی ہے؟ امامت ان کی ولایت کے درجے پر ماننا چاہیے ان کے عقائد واحکام واعمال وغیرہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک کے مشابہ تھے یا سب سے الگ؟ یہ خود مجتہد تھے یا مقلد؟ بعض اعمال وجفر وغیرہ کی کتابوں میں ان کے اقوال ملتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں؟ بعض کا یہ اعتراض ہے کہ صحاح کی کتابوں میں ان کی روایتیں بہت کم لی گئی ہیں حالانکہ ان کا خاندانی علم تھا ان سے زیادہ دوسرے کو کہاں تک واقفیت ہوسکتی ہے اہلسنت کی کتابوں میں ان کے حالات کم لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب:

کتب احادیث میں ان کا ذکر

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت بتصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا: کہ ان سے ہمارا سلام کہنا۔ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب علم کے لئے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انہوں نے ان کی غایت تکریم کی اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یسلم علیك[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں، اور اخرج منکما الکثیر الطیب[2]

(اللہ تعالیٰ تم دونوں کو کثیر پاکیزہ اولاد عطا فرمائے) میں ان سب حضرات کی بشارت ہے۔

ان کی امامت کون سی ہے؟

امامت اگر بمعنی ''مقتدی فی الدین'' ہونے کے ہے تو بلاشبہہ ان کے غلام اور غلاموں کے غلام مقتدی فی الدین ہیں، اور اگر اصطلاح مقامات ولایت مقصود ہے کہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں عبدالملک وعبدالرب، انہیں امامین کہتے ہیں، تو بلاشبہہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے۔ اور اگر امامت بمعنی خلافت عامہ مراد ہے تو وہ ان میں صرف امیر المؤمنین مولیٰ علی وسیدنا امام حسن مجتبیٰ کو ملی اور اب سیدنا امام مہدی کو ملے گی وبس، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، باقی جو منصب امامت ولایت سے بڑھ کر ہے وہ خاصہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہے جس کو فرمایا: انی جاعلك للناس اماما[3] (میں تمہیں لوگوں

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۶۹۰۱ محمد بن علی بن حسین داراحیاء التراث العربی بیروت ۵۷/ ۲۱۵، ۲۱۶

[2] تنزیہ الشریعۃ باب فی مناقب السبطین وامہما وآل البیت دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۱۱

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۲۴

کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ت) وہ امامت کسی غیر نبی کے لئے نہیں مانی جاسکتی، اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم[1] (حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ت) ہر غیر نبی کی امامت اولی الامر منکم تک ہے جیسے فرمایا: وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا[2]

ترجمہ کنزالایمان: ''اور ہم نے انہیں امام کہا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں''۔

باطنی طور پر ان کا مقام

یہ نظر بظاہر ہے ورنہ باطنی طور پر کوئی شک کا مقام نہیں کہ یہ سب حضرات عین الشریعۃ الکبری تک واصل تھے،

ان کی طرف منسوب اقوال کہاں تک درست ہیں؟

جو بسند صحیح ثابت یا کسی فقہ معتمد کی نقل ہے اس کا ثبوت مانا جائے گا ورنہ مجاہیل (جاہل) یا عوام یا ایسی کتاب کی نقل جو رطب و یابس سب کی جامع ہوتی ہے کوئی ثبوت نہیں۔

صحاح میں روایت کم ہونے کی وجہ

صحاح میں صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کی روایات بھی بہت کم ہیں، رحمت الٰہی نے حصے تقسیم فرمادیئے ہیں کسی کو خدمت الفاظ، کسی کو خدمت معانی، کسی کو تحصیل مقاصد، کسی کو ایصال الی المطلوب، نہ ظاہری روایت کی کثرت وجہ افضلیت ہے نہ اس کی قلت وجہ مفضولیت۔ صحیحین میں امام احمد سے صدہا احادیث ہیں اور امام اعظم و امام شافعی

---

[1] القرآن الکریم ۴ / ۵۹

[2] القرآن الکریم ۲۱ / ۷۳

سے ایک بھی نہیں، اور باقی صحاح میں اگر ان سے ہیں بھی تو بہت شاذ و نادر، حالانکہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں، اور امام شافعی امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بلکہ امام احمد کا منصب بھی بہت ارفع و اعلیٰ ہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ربع اسلام کہا ہے۔ ہزاروں محدثین جو فقیہ تک نہ تھے ان سے جتنی روایات صحاح میں ملیں گی صدیق و فاروق بلکہ خلفائے اربعہ سے اس کا دسواں حصہ بھی نہ ملے گا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

کیا ان کے احوال اہلسنت کی کتابوں میں کم ہیں؟؟

یہ محض غلط و افتراء ہے کہ ان کے احوال اہلسنت کی کتابوں میں کم ہیں، اہلسنت کی جتنی کتابیں بیان حالات اکابر میں ہیں سب ان پاک مبارک محبوبان خدا کے ذکر سے گونج رہی ہیں اور خود ان کے ذکر میں مستقل کتابیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم [1]

---

[1] فتاوی رضویہ 26 صفحہ 428 تا 432

منافق لوگ مسلمانوں جیسے نہیں ہوتے

پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 56 تا 57

{وَ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ: اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔} منافقین اس پر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہارے دین وملت پر ہیں اور مسلمان ہیں لیکن اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے فرمادیا کہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ تمہیں دھوکا دیتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ صرف اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر ان کا نفاق ظاہر ہوجائے تو مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو مشرکین کے ساتھ کرتے ہیں اس لئے وہ براہِ تَقِیَّہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔[1]

آیت ''وَ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ'' سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

1) تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے، مومن کا کام نہیں۔

2) جب عمل قول کے مطابق نہ ہو تو قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ منافق قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے تھے مگر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔

3) مسلمان دو طرح کے ہیں۔ حقیقی مسلمان اور ظاہری مسلمان یعنی دنیوی احکام کے

---

[1] خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۵۶، ۲ / ۲۵۰، مدارک، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۵۶، ص ۴۴۰، ملتقطاً

اعتبار سے مسلمان۔ منافقین قومی مسلمان تھے دینی نہ تھے اس لئے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی، انہیں کفار کی طرح قتل نہ کیا گیا لیکن وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نزدیک مومن نہ تھے۔ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ کے یہ ہی معنی ہیں۔

{لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً: اگر انہیں کوئی پناہ گاہ مل جاتی۔} یعنی منافقین کا رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں سے انتہا درجے کے بغض کی وجہ سے حال یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے پاس سے کسی پناہ گاہ، غار یا کہیں سما جانے کی جگہ کی طرف بھاگ جانے پر قادر ہوتے تو بہت جلد ادھر پھر جاتے کیونکہ بزدل کا کام ہی بھاگ جانا ہوتا ہے[1]۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پتے کی پتھری کا علاج

از قلم حکیم میلا د رضا رضوی

تو پتّے کی پتھری بننے کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں، لیکن سب سے عام سبب کاربوہائیڈریٹ خصوصاً چینی اور چکنائی والی غذاؤں کا زائد اِستعمال، پتے کی سوزش اور موٹاپا ہے۔اصل میں فربہ افراد کے جسم میں کولیسٹرول کی زائد مقدار پتّے کی پتھری کا باعث بنتی ہے۔اگر آپ کا وزن زیادہ ہے تو جسم میں کولیسٹرول کی مقدار بھی زیادہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔جس کا مطلب ہے کہ پتے میں پتھری کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔خاص طور پر توند نکلنے کی صورت میں نوے فیصد امکان پتّے میں پتھری ہونے کا ہوتا ہے۔

پتّے کی پتھری سے زیادہ تر چالیس سال سے زیادہ عمر کی صحت مند، موٹی، سفید رنگت اور زیادہ بچوں والی عورتیں متاثر ہوتی ہیں۔لیکن مردوں میں بھی یہ بیماری عام پائی جاتی ہے۔

طبی ماہرین کا ماننا ہے کہ ایسٹروجن پتے میں پتھری میں کردار ادا کرتا ہے، خواتین میں زیادہ مقدار میں پائے جانے والا یہ ہارمون صفرے یعنی بائل میں کولیسٹرول کی مقدار بڑھاتا ہے۔

اگر خاندان میں کسی کو اس مرض کی شکایت ہو، تو بھی قریبی رشتے داروں میں خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ہے۔ محققین کے خیال میں مخصوص جینز صفرے میں کولیسٹرول کی مقدار بڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔

جب کہ عمر رسیدہ افراد میں بھی پتے کے عوارض سے متاثر ہونے کے امکانات زیادہ

پائے جاتے ہیں۔اسی کے ساتھ ساتھ اگر جسمانی وزن کو بہت تیزی سے کم کیا جائے تو بھی پتّے میں پتھری کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ذیابیطس: اگر یہ مرض لاحق ہو اور گردوں کو متاثر کر رہا ہو تو خون میں چربی کی ایک قسم بڑھنے کا امکان ہوتا ہے جو کہ پتّے میں پتھری کا خطرہ بڑھاتی ہے۔

ھوالشافی

نسخہ مجرب برائے سنگ پتّہ

سمندری سیپ سات عدد کو واش کر کے ایک کلو لیموں کے پانی میں بھگو دیں روزانہ دو چار مرتبہ چمچ سے ہلاتے رہیں چار دن بعد چھان کر فریج میں رکھ لیں

کیپسول برائے سنگ پتّہ

فلفل سیاہ سجی کھار نوشادر ٹھیکری سوہاگہ بریاں فلفل دراز نمک سیاہ نمک باتھو ہر ایک ایک تولہ سب کا باریک سفوف بنا کر سو ملی گرام کے کیپسول بھر لیں۔

طریقہ استعمال

آدھا کپ مندرجہ بالا رس لیموں ایک گلاس پانی کے ساتھ دن میں تین بار ایک ایک کیپسول استعمال کریں جما ہوا صفرا پتّہ سے خارج ہو جائے گا۔کورس دس سے بارہ یوم مجرب و بے خطا نسخہ ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل پر ایک اعتراض کا جواب

کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل کلبی نصرانی تھیں؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل کلبی نہ صرف مسلمان بلکہ تابعیت کے مرتبہ پر فائز تھیں جس پر کثیر شواہد و دلائل موجود ہیں جبکہ ان کے نصرانی ہونے پر کوئی معتبر دلیل موجود نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں کہ علماء و ائمہ رحمھم اللہ میسون بنت بحدل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:

1 میسون ابنة بحدل الکلبیة..... قال الصاغانی: وھی من التابعیات۔[1]

2 قال رضی الدین الحنفی (المتوفی 650ھ)

"میسون ابنة بحدل.... أم یزید بن معاویة: من التابعیات۔"[2]

3 میسون بنت بحدل.... شاعرة إسلامیة۔[3]

یہ تینوں اقوال صراحتاً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ میسون بنت بحدل نہ صرف مسلمان بلکہ تابعیت کے شرف سے مشرف تھیں۔

4 تاریخ دمشق میں ان سے ایک روایت بھی مروی ہے۔

---

[1] تاج العروس، ج16، ص528

[2] العباب الزاخر، ج1، ص200

[3] معجم الشعراء العرب، ج1

"عَنْ مَيْسُونَ بِنْتِ بَحْدَلٍ، زَادَ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ: امْرَأَةِ مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ قَالا: عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَيَكُونُ قَوْمٌ يَنَالُهُمُ الإِخْصَاءُ، فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا۔"[1]

تفضیلی حضرات یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ کیا نصرانی سے روایت لی جا سکتی ہے؟؟

علمائے محدثین کا آپ کی روایات لینا اور انہیں قبول رکھنا بھی آپ کے ایمان پر دلالت کرتا ہے۔

5 تفسیر البحر المحیط وغیرہ کتب میں بھی ایک روایت آپ کے متعلق مذکور ہے جس سے میسون بنت بحدل کے مسلمان ہونے کی تائید ملتی ہے۔

"وعن ميسون بنت بحدل الكلابية: ان معاوية دخل عليها ومعه خصي فتقنعت منه، فقالت: هو خصي فقالت: يا معاوية أترى المثلة تحلل ما حرم الله۔"

یہ روایت اگرچہ مسلمان ہونے کی دلیل نہیں لیکن مسلمان ہونے کی تائید ضرور کرتی ہے اس طرح کہ خدا خوفی کی وجہ سے حلال وحرام کا امتیاز رکھنا اور پردہ کا اتنا اہتمام کرنا شریعت اسلامیہ ہی کا خاصہ ہے۔

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر

امام مسجد کے لیے

لقمان شاہد

امام مسجد کو زندہ دل اور ہنس مکھ ہونا چاہیے، مقتدیوں کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھے، مرجھاہٹ طاری نہ ہو جائے۔

یہ خواہش نہ کرے کہ مقتدی میرے ہاتھ چومیں، مجھ سے سلام میں پہل کریں، میرے ساتھ آ کر مصافحہ کریں۔

بلکہ ہو سکے تو مقتدیوں کو خود سلام میں پہل کرے کہ اس کا اجر زیادہ ہے اور آگے بڑھ کر پُرتپاک طریقے سے اُن کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرے، حال احوال دریافت کرے۔

امام کی چال ڈھال اور حرکات وسکنات میں ٹھہراؤ ہونا چاہیے، اس کا دل پُرسکون اور چہرہ مطمئن ہونا چاہیے، تاکہ یہ نعمتیں مقتدیوں کو بھی نصیب ہوں۔

امام جیسے ہی کسی مسجد میں تعینات ہو، اپنے مقتدیوں کی نماز اور عقائد کی اصلاح شروع کر دے، اور یہ سلسلہ جاری رکھے۔

اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ اِس کے نامہ اعمال میں ناختم ہونے والا اجر لکھا جاتا رہے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ مقتدیوں کے دلوں میں اِس کی جگہ بن جائے گی۔

امام مقتدیوں کو دینی مسائل ان کی زبان میں سمجھائے (وہ پنجابی ہو، اردو ہو، فارسی ہو، انگریزی ہو، ہندی ہو یا سندھی۔) تاکہ انھیں مسائل اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔

مجھے یاد پڑتا ہے ایک دفعہ دعوت اسلامی کے مدنی قافلے کے ساتھ پٹھانوں کے علاقے بیگو خیل اور کا کا خیل میں گیا تھا۔

وہاں ہم نماز کے بعد اگر اردو میں اعلان کرتے تھے تو پٹھان کم بیٹھتے تھے، لیکن وہی اعلان جب پشتو میں کیا جاتا تو کافی سارے لوگ بیٹھ جاتے، اور بیان سنتے تھے۔

میں نے یہ صورت حال دیکھ کر وہاں کے ایک پٹھان اسلامی بھائی سے کہا:

مجھے بھی پشتو میں اعلان یاد کروا دیں تاکہ میں بھی اردو کے بجائے پشتو میں اعلان کیا کروں۔

تو انھوں نے مجھے اعلان یاد کروایا:

"خوو خوو اسلامی رونو اوس د مانه نه بعد د سنتو نه ک بیان به کیی تاسو ول تشریف راوا ویر زیات ثوابونه حاصل ک۔"

مطلب: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی نماز کے بعد سنتوں بھرا بیان ہوگا، آپ تشریف رکھیے اور ڈھیروں ثواب کمایئے۔

جب کوئی نمازی ایسا فقہی مسئلہ پوچھے جو لوگوں میں غلط مشہور ہو تو اسے دلیل کے ساتھ سمجھائیں اور مطمئن کریں، دو لفظی ہاں، ناں میں جواب نہ دے دیں۔

اسی طرح عقائد کے متعلقہ مسائل کو بھی دلیل صحیح سے واضح کریں۔

امام مسجد کو خود دار اور باوقار ہونا چاہیے، مقتدیوں کے سامنے اپنی معاشی حالت کا رونا روتے رہنا یا ان کے ساتھ لغو گفتگو کرنا، خود داری اور وقار کو بری طرح مجروح کرتا ہے۔

اپنا مشاہرہ بڑھانے کا کبھی تقاضا نہ کریں، معاشی حالات کی بہتری کے لیے الگ سے کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرلیں۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں گے، کسی کی محتاجی نہیں رہے گی؛ اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ مقتدیوں کی نظر میں آپ کی عزت مزید بڑھ جائے گی۔

جو پیش امام مسجد کے چھوٹے موٹے کام اپنی جیب سے کروا دیتے ہیں، یا کبھی کبھار

مقتدیوں کی (بہ نیت ثواب) دعوت کر دیتے ہیں، مقتدی ان کے خلاف پروپیگنڈے کم کرتے ہیں۔

میت والے گھر کا کھانا فقراء و مساکین اور مسافروں کے لیے ہوتا ہے، امام مسجد کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ میت والے گھر کا کھانا کھانے سے اپنے شاگردوں کو سختی سے منع کیا کرتے تھے۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے:

یہ تجربہ کی بات ہے (کہ طعام المیّت یمیت القلب۔ طعامِ میّت دل کو مردہ کر دیتا ہے) اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ:

جو طعامِ میّت کے متمنی رہتے ہیں، ان کا دل مرجاتا ہے۔

ذکر و طاعت الٰہی کے لیے حیات و چُستی اس میں نہیں رہتی، کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موتِ مسلمین کے منتظر رہتے ہیں؛ اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل، اور اس کی لذت میں شاغل۔

آپ کہیں ختم شریف یا دعا کے لیے جائیں تو کسی قسم کا لالچ طمع نہ کیا کریں۔

آپ کا رازق اللہ ہے، وہ آپ کو ایسی ایسی جگہوں سے رزق حلال دے گا جہاں سے آپ کا گمان بھی نہیں ہوگا۔

تقریباً ہر مسجد میں کچھ مقتدی یا منتظم ایسے بھی ہوتے ہیں جو خواہ مخواہ امام سے الجھتے رہتے ہیں۔

امام کو چاہیے کہ ایسوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئے اور گاہے گاہے انھیں کوئی نہ کوئی تحفہ دیتا رہے، ان شاء اللہ جل جلالہ ایک دن آئے گا کہ اُن کے دلوں میں بھی محبت پیدا ہو جائے گی۔

امام کو قائدانہ صلاحیتوں کا مالک اور مقتدیوں کی نفسیات سمجھنے والا ہونا چاہیے، اور یہ

چیزیں تقریباً ہر امام میں ہوتی ہیں بس انھیں استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے لیے کسی تجربہ کار، معاملہ فہم اور جہاں دیدہ امام سے رہنمائی لینی چاہیے۔

(اور یہ رہنمائی فون کے بجائے براہ راست ملاقات کر کے لینی چاہیے۔)

امامت بہت بڑا دینی منصب ہے، اسے اللہ کے لیے خالص کر دیں؛ اچھی نیت اور حسن تدبیر سے اسے نبھانے کی کوشش کریں، اللہ آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔

’’قادیانی فتنہ‘‘

اسلام کے خلاف صہیونی سازش

[7 ستمبر 1974ء کو علماے حق کی کوششوں سے قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا... 7 ستمبر ’’یوم تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت‘‘ کے بطور منایا جاتا ہے-]

غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن مالیگاؤں

قادیانی تحریک اسلام مخالف قوتوں کی منظم سازش کا عملی نمونہ ہے۔ جس نے عقائد اسلامی کی فصیل میں شگاف ڈالنے کی کوشش کی اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین کی جرأت کی۔ اس فرقے اور فتنے سے امتِ مسلمہ کے ہر فرد کا باخبر ہونا ضروری ہے تاکہ ان کے فتنہ وشر سے عقیدہ وایمان محفوظ رہ سکیں۔ 1857ء کی جنگِ آزادی میں سب سے نمایاں کردار علماء اور مسلمانوں نے ادا کیا۔ انگریز کو اس سے مسلمانوں کی ایمانی تپش اور حمیت وغیرت کا اندازا ہوگیا، انھیں محسوس ہوا کہ جب تک مسلمان متحد رہیں گے ان کا اقتدار خطرے میں رہے گا۔ انگریزوں نے مسلمانوں میں انتشار وافتراق کو پروان چڑھایا۔ انھیں ملت کی آستینوں میں ایسے افراد نما سانپ مل گئے جو ان کے مشن کو فروغ دینے کا سبب بنے۔ متعدد فرقوں انگریزوں کی کوششوں سے وجود پایا جن میں ایک نمایاں فرقہ ’’قادیانی‘‘ ہے۔ جس کے بانی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے 1900ء میں انگریز کے زیرِ اثر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حالانکہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور رحمت عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں یعنی خاتم النبیین۔ اس پر نصِ قطعی اور احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

نے پہلے مدعیِ نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کی اور اس سے جہاد فرمایا اور جاں فروشی کی مثال قائم کر کے اُمتِ مسلمہ کو درس دے دیا کہ ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا جائے اور کسی کذاب یا قادیانی کو پنپنے نہ دیا جائے گویا اسوۂ صدیقی ہر جھوٹے مدعیِ نبوت کی سرکوبی کے لیے رہنما اور رہبر ہے۔ انگریز نے قادیانیت کو ہر ممکن مدد فراہم کی اور آج بھی اس فتنے کو انگریز کی مکمل سرپرستی و تائید حاصل ہے۔ یہ پوری دنیا میں مال و زر کی بنیاد پر سرگرم ہیں اور اپنے مکر و فریب کے ذریعے ایمان کی دولت قلبِ مسلم سے چھین لینا چاہتے ہیں۔

قادیانیت برطانوی حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھ رہی ہے۔ انھیں سٹیلائیٹ کی قوت مہیا کر دی گئی ہے اور ان کا ٹیلی ویژن 24 گھنٹے اپنے جھوٹے عقائد کی تشہیر کر رہا ہے، یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کے تو خون کے پیاسے ہیں لیکن اسرائیل میں قادیانیوں کو ہر طرح تبلیغ کی چھوٹ دے رکھے ہیں اسی طرح روس میں جہاں کمیونزم کے نام پر مذہب کو پابند سلاسل کر دیا گیا تھا وہاں قادیانیت مستحکم ہے اور یہی کچھ سہولتیں جرمنی و فرانس اور دوسرے خطوں نیز مغربی ملکوں میں انھیں مہیا ہیں۔

جب اس فتنے نے سر اٹھایا تو علما نے اس کے سدِ باب میں کمر کس لی اور تصنیف و تالیف و تقریر و تحریر کے ذریعے قادیانیت کا ردِ بلیغ فرمایا۔ اس سلسلے میں علمائے حرمین طیبین نے امام احمد رضا قادری محدث بریلوی (م 1921ء) کی تحریک پر قادیانی و دیگر فرق ہائے باطلہ پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جو 1324ھ میں جاری ہوا اور حسام الحرمین کے نام سے اس کی اشاعت ہوئی۔ اسی طرح امام احمد رضا نے اس فتنے کے رد میں متعدد کتابیں لکھیں جو مطبوع ہیں اور آج بھی قادیانی ان سے لرزاں و پریشاں ہیں اسی طرح بریلی سے ایک مستقل ماہ نامہ بھی جاری فرمایا، کتابوں کے نام اس طرح ہیں: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ، المبین ختم النبیین، السوء والعقاب علی المسیح الکذاب، الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی، قہر الدیان علی مرتد بقادیان۔ آپ کے فرزندِ اکبر علامہ حامد رضا خان قادری نے

''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' تصنیف کی؛ جو 1315ھ میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے اور بعد کو بریلی، لاہور و ممبئی سے شائع ہوئی۔ اس دور کے دیگر علما و مشائخ نے بھی اس فتنے کو طشت از بام کرنے میں جدوجہد کی جن میں حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی (گولڑہ شریف) کا نام بڑا نمایاں ہے۔

عالمی مبلغ اسلام تلمیذِ اعلیٰ حضرت؛ علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں پوری دنیا کا دورہ فرمایا۔ آپ نے افریقہ، سیلون، یورپ، انڈونیشیا، ملائیشیا، برما، اور بلادِ عربیہ میں قادیانیت کے خلاف کام کیا اور مسلمانوں کو ان کے فریب سے آگاہ کیا۔ قادیانیت کے رد میں آپ کی انگریزی تصنیف The Mirrior بیرون ممالک بہت مقبول ہوئی؛ اس کا عربی میں ''المرآۃ'' کے نام سے ترجمہ ہوا، اسی طرح اردو میں ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' تحریر فرمائی، جس کا ملائیشیا کی زبان میں جب ترجمہ شائع ہوا تو وہاں کے مسلمانوں میں تحریک اُٹھی اور وہاں قادیانیت کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ علمائے اہلِ سنّت کی کوششوں سے 1974ء میں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا جس کے لیے باضابطہ بل منظور کیا گیا اور آئین کا حصہ بنا دیا گیا، جس کا خلاصہ اس طرح ہے: ''جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔'' (ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور، دسمبر 1974ء، ص 35۔36)

قادیانی تحریک کے سدباب میں اعلیٰ حضرت کے محب و معتقد پروفیسر الیاس برنی (پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن) کی تصنیف ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' نے اہم کردار ادا کیا، اس تصنیف نے عالمی شہرت پائی، اس کی جامعیت کی پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی گولڑوی نے بھی داد دی۔ نیز آپ نے انگریزی میں بھی اس موضوع پر وسیع کام کیا جس کے اثرات اب بھی پائے جاتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں جب کہ اسلام پر کئی طرح کے حملے کیے جارہے ہیں۔ کہیں ناموسِ

رسالت پر حملہ ہے تو کہیں مستشرقین کی تنقیدی سرگرمیاں اور سیرتِ طیبہ پر اعتراض و گستاخی، اور اسلامی قوانین پر اعتراض، ایسے حالات میں قادیانیت کو مزید مستحکم کرنے کے لیے انھیں اسلام مخالف قوتیں تعاون فراہم کر رہی ہیں اور مادی و جدید ٹیکنالوجی کے سہارے قادیانی فتنہ مسلمانوں کی تباہی کے درپے ہے۔ ایسے میں مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کی نشر و اشاعت کریں اور ہر مسلمان کو اس عقیدے کی اہمیت سے باخبر کریں۔ اس پر کتابوں کو مختلف زبانوں میں شائع کریں، اخبارات بھی اپنا کردار نبھائیں اور قادیانیت کے رد میں ذہن سازی کر کے اُمتِ مسلمہ کے ایمان و ایقان کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیں- ابھی ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ فتنہ ہمارے دروازے پر دستک نہیں دے رہا، یہ ہماری بھول اور بے خبری ہے۔ یہ بیدار ہونے کا وقت ہے ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

قادیانی نئی نئی فتوحات کے پرفریب منصوبے تشکیل دے رہے ہیں اور بالخصوص برصغیر ان کے نشانے پر ہے، یہاں کی غریب مسلم آبادیوں کا ایمان وہ مادی اور مالی آسائشوں سے خریدنا چاہتے ہیں، سماجی وفلاحی کاموں کی آڑ میں اپنا دائرہ پھیلانا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں انھیں در پردہ فرقہ پرست تنظیموں کی حمایت بھی حاصل ہے؛ امریکہ نواز حکومتیں ان کی معاون ہیں۔ تو کیا ہماری ذمہ داری نہیں کہ ہم بیدار ہو کر قادیانیت کا رد اور سدباب کریں؟ راقم کے خیال میں اس کے سدباب کا کامیاب لائحۂ عمل یہی ہوگا کہ آقا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا موضوع سرفہرست رکھ کر اس کی اشاعت وتبلیغ کی جائے اور یہ ایمانی تقاضا بھی ہے؛ اس سلسلے میں امام احمد رضا کی جو تصانیف و رسائل ہیں ان کو گھر گھر عام کر دیا جائے، انھیں تسہیل وتخریج کے مرحلے سے گزار کر منظرِ عام پر لایا جائے۔ اس طرح کا علمی کام ایمان افروز بھی ہوگا اور وقت کا تقاضا بھی ہے۔ امید کہ اصحابِ بصیرت اس سمت کوئی مؤثر اور فوری اقدام کریں گے ؎

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا

نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام احمد رضا کی عرب دنیا میں مقبولیت: ایک مختصر جائزہ

غلام مصطفی رضوی نوری مشن، مالیگاؤں

تحقیق وتدقیق کا تعلق ورشتہ علم کی دنیا سے بہت گہرا ہے، بہ ایں سبب علمی کام انجام دینے والی شخصیات کو موضوع تحقیق بنانا اہل علم کا وطیرہ رہا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع اور پھیلا ہوا ہے کہ اس کے کسی ایک گوشے سے متعلق یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ تحقیق وتدقیق کا باب مکمل ہوا۔ یہ امام احمد رضا قدس سرہ کے عشق نبوی کا فیضان ہے جو انہیں سارے عالم میں مقبول و ہردلعزیز بنائے ہوئے ہے۔ یوں تو آپ کی شخصیت پر دنیا کے بہت سارے خطوں اور ملکوں میں تحقیقی کام انجام دیئے جا رہے ہیں لیکن ہم ان سطور میں عرب دنیا میں ہونے والی تحقیق وتدقیق سے متعلق اجمالی روشنی ڈالیں گے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت عرب دُنیا میں جانی پہچانی تھی۔ علمائے عرب آپ کے قدر داں تھے۔ اور عظمتوں کے قائل اور آپ کی سمت مائل۔ چنانچہ پہلے سفر حج 1295ھ/ 1878ء میں بغیر کسی تعارف کے علامہ شیخ سیّد حسین بن صالح جمل اللیل مکی (م1305ھ/ 1887ء) نے امام احمد رضا کا ہاتھ پکڑا اور پیشانی کا مشاہدہ فرما کر بے ساختہ کہہ اُٹھے۔

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین ''یقیناً مَیں اِس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں''

مشہور علمائے عرب نے امام احمد رضا کو حدیث وطرق سلاسل کی اسناد سے نوازا ان کے اسماء اِس طرح ہیں:

(1) علامہ شیخ سیّد احمد بن زینی دحلان مکی شافعی (م1304ھ/1886ء)

(2) علامہ شیخ سیّد حسین بن صالح جمل اللیل مکی شافعی (م1305ھ/1896ء)

(3) علامہ شیخ عبدالرحمن سراج حنفی مکی (م1314ھ/1896ء)

جب آپ دوسرے سفرحج پر 1323ھ میں تشریف لے گئے حرمین مقدس میں نوازشات وعنایات کی ایسی برسات ہوئی کہ کسی عجمی عالم کی توقیر وعزت کی وہ مثال بن گئی۔ اس سفر میں آپ کے فرزند حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری (م1362ھ/1943ء) ساتھ تھے وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی گویا مکہ مکرمہ میں کارکنانِ قضاوقدر سے ندا کروادی گئی کہ اے اہل صفا! جلدی چلو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے، تو ہم نے وہاں کے علمائے کرام کو آپ کی جانب تیز تیز آتے اور اکابر علما کو آپ کی تعظیم وتوقیر میں جلدی کرتے دیکھا، بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کے لئے آئے۔ بعض صرف برکت ملاقات کی غرض سے پہنچے، کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ دکھایا (اور تصدیق وتقریظ چاہی) یہاں تک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعت طریقت میں داخل ہوئے۔''(1)

حرمین مقدس میں امام احمد رضا کے علمی مقام کو روشناس کرانے میں آپ کی اِن تصانیف نے اہم کردار ادا کیا

(1) فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین 1317ھ

(2) الاجازات الرضویہ لمبجل مکۃ البھیۃ 1323ھ

(3) الاجازات المتینۃ لعلماء مکۃ والمدینۃ 1324ھ

(4) المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد 1320ھ

(5) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم 1324ھ

(6) الدولة المكية بالمادة الغيبيه 1323ھ

(7) الفيوضات الملكية لمحب الدولة المكيه 1325ھ

اِن میں ''کفل الفقیه الفاهم'' کو مکہ مکرمہ کے شیخ الخطبا و الائمہ علامہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد مکی حنفی (م1343ھ/1924ء) کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا جو کرنسی نوٹ سے متعلق اپنے موضوع پر منفرد تحقیق ہے۔

''الدولة المكية'' علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر علمائے مکہ مکرمہ کے استفسار پر صرف آٹھ گھنٹے میں تصنیف فرمائی۔ گورنر مکہ سیّد علی پاشا نے 28/ذوالحجہ 1323ھ کو اپنے دربار میں تمام علماے کرام کو جمع فرما کر اس کی سماعت کا اہتمام کیا، چوں کہ حج کے موقع پر عالم اسلام کے علماء تشریف لائے تھے، لہٰذا ساڑھے تین سو سے زیادہ علماء جمع ہوئے۔ مفتی احناف علامہ شیخ صالح کمال مکی نے کتاب پڑھ کر سنائی۔ چنانچہ دو شب یہ اجتماع منعقد ہوا۔ پہلی شب کتاب کے دو حصے سماعت کئے گئے، دوسری شب بقیہ کتاب۔ سبھی نے امام احمد رضا کی تحقیق انیق کی داد دی، گویا یہ حرم مقدس میں آپ کا اجتماعی تعارف تھا۔ اِس کتاب پر 77/سے زائد علماء و مشائخ عرب نے تقاریظ قلم بند کیں۔(1)

اسی طرح ''المعتمد المستند'' میں امام احمد رضا نے ہندوستان میں نو پید فرقوں کے عقائد درج کئے اور علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا جس پر 33/جلیل القدر علماء نے تقاریظ لکھیں۔(3)

1924ء میں عثمانی عہد کے خاتمہ کے بعد سعودی عہد آیا۔ حکومت سعود نے وہابی مسلک کی اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کی، اس نے علمائے اہل سنّت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے عائد کئے۔ اسلامی آثار کے مٹانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ حرمین کے تقدس کا پاس ولحاظ بھی نہ رکھا۔ اکابر علماء کی تصانیف میں تحریفیں کیں اور ان میں کئی علماء کو شہید کیا۔ ان حالات کے باوجود علمائے حق نے اشاعت حق کا سلسلہ جاری رکھا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی

کا دولت کدہ علماء کا گلستاں بنا رہا جہاں دُنیا بھر کے علماء و مشائخ تشریف لاتے۔ تواتر سے ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں سجتیں اور نغمات رضا گن گنائے جاتے ''مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے محسوس الفاظ کانوں میں رس گھولتے۔ اسی سلام پر محافل اختتام پذیر ہوتیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے گرچہ قطب مدینہ 1981ء میں رحلت فرما گئے۔

علامہ سیّد ابوبکر بن احمد حبشی علوی شافعی (م ۱۳۷۴ھ) نے اپنی مشہور تصنیف ''الدلیل المشیر'' میں متعدد مقامات پر امام احمد رضا کا تذکرہ القابات کے ساتھ کیا ہے۔ نیز اس میں آپ کے عرب خلفاء میں چند کے حالات بھی درج ہیں۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 1997ء میں مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔[۴]

عرب دُنیا کی عظیم اسلامی یونی ورسٹی جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ وہاں کے استاذ ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ المصری عرصہ قبل پنجاب یونی ورسٹی لاہور تشریف لائے تھے، ڈاکٹر مبارز ملک (شعبۂ اُردو پنجاب یونی ورسٹی) کے توسط سے امام احمد رضا سے متعارف ہوئے۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (م 1428ھ/ 2007ء) سے موصوف کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ڈاکٹر موصوف کو امام احمد رضا کا دیوان ''حدائق بخشش'' پیش کیا۔ وہ عربی ادب کے ماہر تھے ہی اور اُردو کے بھی شناور۔ پھڑک اُٹھے۔ امام احمد رضا کے عربی کلام کو یک جا کر کے عربی مجموعہ ''بساتین الغفران'' مرتب فرمایا جو لاہور و کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ موصوف سلام رضا کا عربی میں منثور ترجمہ بنام ''المنظومة السلامية فی مدح خير البرية صلی اللہ علیہ وسلم'' فرمایا اور منظوم ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے۔ اسی طرح ''حدائق بخشش'' کا منظوم و منثور عربی ترجمہ ''صفوة المديح فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے انہیں محققین نے فرمایا اس کی اشاعت اوّل دارالہدایۃ قاہرہ مصر سے ہوئی اور بعد میں پاک و ہند سے بھی۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے استاذ علامہ شمس الہدیٰ مصباحی کی کوشش سے شیخ الازہر الدکتور سیّد محمد طنطاوی نے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' کو اُردو زبان

کا معتبر و مستند ترجمہ قرار دیا، اِس تعلق سے سند کا اجرا بھی ہوا۔ اجرا کی خبر کی اشاعت مصری اخبارات میں بھی ہوئی۔ ایسے تین اخبارات کے عکس راقم کے پیش نظر ہیں۔

(1) صوت الازھر قاہرہ مصر، 12/ربیع الآخر 1421ھ

(2) الجمھوریة 28/ربیع الاوّل 1421ھ

(3) الازھر ربیع الآخر 1421ھ

الازہر نے تفصیلی خبر دی۔ علاوہ ازیں انگریزی اور فرانسیسی میں شائع ہونے والے اخبار ''الدعوۃ'' نے 26/ربیع الاوّل 1421ھ کے شمارے میں خبر شائع کی۔

عالم عرب میں امام احمد رضا قدس سرہ پر دائرۂ تحقیق پھیلتا جا رہا ہے۔ درجنوں کتابیں اور مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ملک شام میں کئی طلبہ ایم۔ اے کے لئے مقالات لکھ رہے ہیں۔(5) تصانیف رضا کے ترجمے بھی کئے گئے ایسے چند عربی تراجم کا ذکر یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

(1) ختم نبوت کے موضوع پر امام احمد رضا کی تصنیف ''جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ'' کا عربی ترجمہ جامعۃ الازہر کے ہندی طلبہ مولانا منظر الاسلام ازہری اور مولانا نعمان اعظمی ازہری نے ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین'' کے نام سے کیا جس کی اشاعت اوّل دار البیان مصر سے 2002ء میں ہوئی۔ اشاعت ثانی 2005ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے ہوئی۔ اِس پر تین علمائے ازہر کی تقاریظ موجود ہیں۔ کل صفحات 156/ہیں۔

(2) قادیانی فرقے کے رد میں امام احمد رضا کے تین رسائل (السوء والعقاب علی المسیح الکذاب، الجراز الدیانی علی المرتد بقادیانی، المبین ختم النبیین) کا ترجمہ مولانا محمد جلال رضا ازہری و مولانا منظر الاسلام ازہری نے ''القادیانیۃ'' کے نام سے فرمایا جس کی اشاعت اوّل الدار الثقافیۃ للنشر قاہرہ نے 2000ء میں کی اور اشاعت ثانی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے 2005ء میں کی۔ اِس پر مقدمہ

فضیلۃ الدکتور محمد سیّد احمد المسیر استاذ العقیدۃ والفلسفۃ، کلیہ اصول الدین جامعۃ الازہر نے تحریر فرمایا۔ کل صفحات 117/ ہیں

(3) سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر امام احمد رضا کی مشہور تصنیف ''**الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ**'' 1337ھ کی تعریب الاستاذ محمد سعید الازہری اور الاستاذ محمد اکرم الازہری نے کی ہے۔ جب کہ مقدمہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور) نے تحریر فرمایا۔ اس کی اشاعت 2005ء میں مشترکہ طور پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور مؤسسۃ الشرف لاہور سے ہوئی۔ کل صفحات 176/ ہیں۔ مقدمہ بڑا جان دار ہے، اور 16/ صفحات پر مبنی ہے۔ جس میں دُنیائے عرب میں امام احمد رضا پر کام کی ایک جھلک دکھا دی گئی ہے۔

(4) رسائل رضا کا ایک مجموعہ بنام ''**الفلسفۃ الاسلام**'' قاہرہ سے 2002ء میں طبع ہوا جس کے مترجم مولانا محمد جلال رضا ازہری اور مولانا غلام محمد بٹ ازہری ہیں۔ مقدمہ الدکتور محی الدین الصافی استاذ جامعۃ الازہر نے لکھا ہے۔

ذیل میں عرب دُنیا میں لکھے گئے چند مقالات بھی ذکر کر دیئے جاتے ہیں، جن میں ابتداء کے تین مقالات ایم۔ فل کے لئے لکھے گئے۔

(1) **الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی** از مولانا مشتاق احمد شاہ ازہری (1997ء میں جامعۃ الازہر میں ایم۔ فل کے لئے مقالہ تحریر کیا گیا اِس کی اشاعت ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور مؤسسۃ الشرف لاہور سے 2005ء میں ہوئی۔ ابتدائیہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے قلم بند فرمایا ہے۔)

(2) **الشیخ احمد رضا خان البریلوی الھندی، شاعراً عربیاً** از ڈاکٹر مولانا ممتاز احمد سدیدی ازہری ابن علامہ عبدالحکیم شرف قادری (اس کی اشاعت 2002ء میں پاکستان سے عمل میں آئی۔ مقالہ ۱۹۹۹ء میں ازہر میں ایم۔ فل کے لئے لکھا گیا۔)

(3) **امام احمد رضا القادری وجھودہ فی مجال العقیدۃ الاسلامیہ فی شبۃ**

القارۃ الھندیہ از مولانا جلال الدین بنگلہ دیشی (2002ء میں قاہرہ یونی ورسٹی قاہرہ میں ایم۔فل کے لئے رجسٹریشن ہوا تکمیل کی اطلاع نہیں۔)

(4) الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ از ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ

(5) امام احمد رضا خان و العالم العربی از ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ

(6) الامام احمد رضا خان فی الصحافة المصرية از ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ ونبیلہ اسحاق چودھری

(7) الامام احمد رضا بین نقاد الأدب فی مصر الازھر ترتیب وتدوین: ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس وڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(8) الامام احمد رضا خان فی مؤتمر العالمی 1998ء ترتیب وتدوین: ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(9) اقبال و احمد رضا از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(10) مدرسہ بریلی الاسلامیہ الفکریة از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(11) احمد رضا خان مصباح ھندی بلسان عربی از ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس

(12) مولانا احمد رضا خان و اللغة العربية از ڈاکٹر حسین مجیب مصری

(13) وجہ الحاجة الی دراسة مولانا احمد رضا خان از ڈاکٹر حسین مجیب مصری

(14) شیخ العلماء الامام محمد احمد رضا خان از پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالمنعم خفاجی

(15) القاب مولانا الامام احمد رضا خان عند علماء العرب از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(16) الصوفی الکبیر الامام احمد رضاخان قادری از ڈاکٹر مولانا ممتاز احمد سدیدی ازہری

(17) الامام الفقیہ احمد رضا خان البریلوی از علامہ محمود جیرة اللہ ازہری مصری

(18) مصر فی ادب احمد رضا خان از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(19) احمد رضاخان البریلوی الھندی شیخ مشائخ التصوف الاسلامی و اعظم شعراء المدیح النبوی از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(20) مولانا احمد رضاخان کماعرفة از ڈاکٹر حسین مجیب مصری

(21) حقیقة الامام احمد رضا از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(22) الامام العرب والعجم مولانا احمد رضاخان البریلوی از : پروفیسر نبیلہ اسحاق

(23) شاعرٌ من الھند از الاستاذ الدکتور محمد مجید السعید (رئیس الجامعۃ الاسلامیہ، بغداد)

(24) الامام احمد رضاخان عَلَم اسلامی کبیر از ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ

(25) الامام احمد رضاخان و خدماته العلمیه فی العالم العربی از مولانا محمد انوار احمد مشاہدی (جامعہ صدام للعلوم اسلامیہ بغداد، یہ مقالہ 2003ء میں موصل عراق میں منعقدہ عالمی اسلامی کانفرنس میں پیش کیا گیا۔(6)

اس نوع کے اور بھی مقالہ جات ہوں گے یہاں وہی درج کیے گئے جن کا ہمیں علم ہوسکا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ امام احمد رضا کی تصانیف کے عربی تراجم جدید تقاضوں کے ساتھ منظر عام پر لائے جائیں۔اسی طرح امام احمد رضا قدس سرہ کے خلفاء وتلامذہ کی خدمات علمیہ کا تعارف بھی عرب دنیا میں کروایا جائے جس سے عمدہ اثرات سامنے آئیں گے۔ یہ بھی ایک وسیع اور توجہ طلب موضوع ہے ارباب قلم کو اس سمت مائل ہونا چاہیے۔

حوالہ جات:

(1) احمد رضاخاں، امام، الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ 1324ھ، مشمولہ رسائل رضویہ، ترجمہ محمد احسان الحق قادری رضوی، علامہ، ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا بریلی، ص103

(2) غلام جابر شمس مصباحی، ڈاکٹر، حیات رضا کی نئی جہتیں، البرکات فاؤنڈیشن ممبئی 2007ء، ص54

(3) محمد بہاء الدین شاہ، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماے مکہ مکرمہ رحمہم اللہ، ادارۂ تحقیقات

امام احمد رضا کراچی 2006ء،ص88

نوٹ: علامہ فضل رسول بدایونی کی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر امام احمد رضا نے بنام ''المعتمد المستند'' حاشیہ تحریر فرمایا۔

(4) ایضاً،ص179-180

نوٹ: امام احمد رضا سے علمائے مکہ مکرمہ کے تعلقات پر محمد بہاء الدین شاہ نے اپنی تصنیف ''امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ رحمھم اللہ'' میں تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ مکمل کتاب ٦/ابواب پر مشتمل ہے اور کراچی سے طبع ہوئی ہے:

باب اوّل: فاضل بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ

باب دوّم: فاضل بریلوی اور علمائے مرداد

باب سوم: فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

باب چہارم: فاضل بریلوی اور امام ابراہیم دحلان مکی کا خاندان

باب پنجم: فاضل بریلوی اور شیخ الاسلام محمد سعید بابصیل مکی شافعی

باب ششم: فاضل بریلوی اور علمائے کمال مکہ مکرمہ

(5) ماہ نامہ معارف رضا کراچی، مئی 2006ء،ص8

(6) وجاہت رسول قادری، سیّد، دائرۂ معارف رضا، مشمولہ معارف رضا سال نامہ 2003ء کراچی،ص150 تا153

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کا ادب

منیر احمد اشرفی غفرلہ

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے (تو) خشوع وخضوع بجا لائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس ہیبت و تعظیم کی حالت پر ہو جائے جو حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب (اس طرح) کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں:

یفرض ذلك ویلاحظه ویتمثله فکانه عنده

یعنی یاد حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور باندھے گویا حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریف میں امام تجیبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں:

وھذا کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالیٰ عنھم

ہمارے سلف صالح وآئمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی ادب وطریقہ تھا۔۔۔

اور فرماتے ہیں:

کان مالك اذا ذکر النبی صلی اللہ علیه وسلم یتغیر لونه وینحنی

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب سید عالم حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تو ان کا رنگ بدل جاتا اور (خشوع وخضوع کے ساتھ) جھک جاتے۔۔۔

نسیم میں ہے:لشدہ خشوعہ یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا[۱]۔۔۔

فتاوی رضویہ شریف کا آج سرسری سا مطالعہ کر رہا تھا تو حضور سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کے فتاوی رضویہ شریف میں مذکورہ روایات کو پڑھ کر مجھے ان مقدس ہستیوں یعنی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرنے کا انداز یاد آ گیا۔۔

یہ تو حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام کا اور حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ذکر کا ادب تھا۔۔۔

آیئے اب ملاحظہ فرمائیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کا کیسے ادب واحترام بجالایا کرتے۔

صحابہ بارگاہ رسالت میں کیسے مؤدبانہ حاضر رہتے؟؟

حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس حال میں حاضر ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اس طرح بیٹھے ہوئے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔[۲]

(یعنی وہ اپنے سروں کو حرکت نہیں دے رہے تھے کیونکہ پرندہ اس جگہ بیٹھتا ہے جو ساکن ہو)

ہیبت کی وجہ سے دو سال تک سوال کو مؤخر کرتے رہنا

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں چاہتا تھا کہ کسی امر

[۱] فتاوٰی رضویہ،ج7،ص599 / 600،رضا فاؤنڈیشن اردو بازار لاہور

[۲] الشفاء،الباب الثالث،ج2،ص69

کے بارے میں حضور جان جاناں ﷺ سے سوال کروں لیکن حضور جان جاناں ﷺ کی ہیبت کے سبب دو سال تک مؤخر کرتا رہا۔''[1]

حضرت سیدنا امیر معاویہ کو اطلاع ملی کہ کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، حضور جان جاناں ﷺ کے (صورۃً) مشابہ ہیں۔ جب حضرت کابس رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے گھر کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑے ہوئے ان کا استقبال کیا، ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انھیں مِرغَب (ایک مقام) عنایت فرمایا (یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ) ان کی صورت حضور جان جاناں ﷺ سے ملتی جلتی تھی۔[2]

اللہ اللہ! یہ ہے بارگاہ رسالت ﷺ کا ادب، ان کا مبارک نام ان کا مبارک ذکر سن کر رقت طاری ہوجائے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ حضور جان جاناں ﷺ کے نام پاک کو سن کر ادب اور خشوع وخضوع سے جھک جائیں، حتیٰ کہ جب پتا چلا کہ حضرت سیدنا کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور جان جاناں ﷺ کے مشابہ ہیں تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیسے ان کا کمال ادب کیا۔ یہ ہیں عشق والے اور یہ عشق والوں کے مبارک فیصلے۔

اللہ کریم کی پاک بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ ہمیں حضور جان جاناں ﷺ کی محبت میں جینا اور مرنا نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] الشفاء، الباب الثالث، ج2، ص71

[2] الشفاء، الباب الثالث، ج2، ص88

توصیفِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

آسمانِ ہدایت کے نجم یکتا، محبوب مصطفیٰ، صحابیِ رسول، رہبر اُمت، حبیب سادات کرام، پیشوا اولیاء واصفیا، کاتب وحی، صائب الرا، عادل وثقہ، صاحب جود وسخا، پیکرِ تدبر وبصیرت، امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت

وصال، 22 رجب المرجب

مُسلَّمُ الثُّبوت ہے ، فضیلتِ معاویہ
عیاں ہے شمس کی طرح کرامتِ معاویہ

وہ جس سے روٹھ جائیں تو رسول اُس سے روٹھ جائیں
نبی سے اِس طرح کی ہے قَرابتِ معاویہ

خدا کے فضل سے ملی، اُنھیں وہ عظمتِ گراں
کوئی نہ تول پائے گا ، جلالتِ معاویہ

نسَب میں ہیں تجلیاں قبیلۂ رسول کی
قُریشیت سے بڑھ گئی شرافتِ معاویہ

ہیں ان کی خواہرِ عزیز، جملہ مومنوں کی ماں
بڑی شَرَف مآب ہے ، نَجابتِ معاویہ

گُلِ حیات اُن کا ہے صحابیت سے عطر بیز
اِسی لیے ہے نَو بہ نو ، نَضارتِ معاویہ

تمام مومنوں کے آپ پیارے ماموں جان ہیں
ہمیں بہت عزیز ہے ، یہ نسبتِ معاویہ

حَسَن کے دستِ پاک سے بنے خلیفۂ رسول
رضائے آلِ مصطفیٰ ، خلافتِ معاویہ
معاویہ کے پیار سے ہمارا بیڑا پار ہے
گناہ بخشوائے گی ، شفاعت معاویہ
اُنھیں کوئی برا کہے تو اُس کے منہ میں خاک و آگ
نہ سن سکیں گے ہم کبھی اہانتِ معاویہ
جوعاشق رسول ہیں وہ ان سے پیار کرتے ہیں
فقط منافقوں کو ہے ، عداوتِ معاویہ
یزید کے فریب کا ، معاویہ سے کیا حساب
نبھا نہ پایا وہ شقی ، نیابت معاویہ
ہر ایک بغض و کینہ سے حیات ان کی پاک ہے
سدا ہو عزت علی ، اِرادت معاویہ
جہانِ علم و فضل کے وہ دونوں آفتاب ہیں
نہ کم ہے طلعت علی ، نہ طلعت معاویہ
بڑوں کے اختلاف میں پڑیں نہ ہم، یہی ہے خیر
ہو دل میں الفت علی، عقیدت معاویہ
وہ نجمِ برجِ رُشد ہیں وہ ہادیِ رہِ ارم
فلاح دوجہاں بنی ، قیادتِ معاویہ
مِلا اُنھیں بھی افتخار، وحیِ پاک لکھنے کا
ہے لازوال تا ابد ، کتابت معاویہ
کہا ہے عادل وثِقہ ، محدثین نے اُنھیں
حدیث میں ہے مستند ، روایتِ معاویہ

اُنھیں دعا نبی نے دی ہے مہدی اور ہادی کی
ہر ایک شک سے دور ہے ہدایتِ معاویہ

تبرکات مصطفیٰ، لحد کے واسطے چنے
عقیدے کا چراغ ہے ، وصیّتِ معاویہ

کشادہ ان کا دستِ پاک، آسمان کی طرح
مثالِ بارشِ رواں ، سخاوتِ معاویہ

صحابہ، تابعین ہوں، کہ اولیآءِ دین ہوں
سب اہلِ حق نے مانی ہے امامتِ معاویہ

ہر اک عدو پہ لعنتیں، خدا کی اور رسول کی
ہے باعث رضائے رب، اطاعتِ معاویہ

یہ گوہرِ حیات ہے، یہ توشۂ نجات ہے
دلِ فریدی کو ملی ، محبتِ معاویہ

حسبِ فرمائش: غلام مصطفیٰ رضوی،
نوری مشن مالیگاؤں

ازفریدی مصباحی بارہ بنکوی مسقط عمان
0096899633908

قابلِ مطالعہ کتابیں